فقہی احکام کے استنباط میں اصول فقہ کی ضرورت و اہمیت

ڈاکٹر تاج محمد

علم خواہ کوئی بھی ہو اس کی اہمیت مسلم ہے کیونکہ ہر علم اپنے اندر افادیت کے کئی پہلو رکھتا ہے۔قرآن حکیم میں جہاں دینی علوم کی اہمیت کو مختلف مقامات پر اجاگر کیا گیا ہے وہیں دنیاوی علوم جن کو ہم آج سائنس کہتے ہیں کی اہمیت بھی واضح کی گئی ہے۔ یہ ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ قرآنِ کریم کا ہر حکم ہر آیت اور لفظ معنی خیز ہے۔اس میں کوئی لفظ بے مقصد نہیں ہے۔اس لئے کہ یہ کلامِ حکیم ہے اور قَوْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَة کے مصداق کا کوئی پہلو حکمت سے خالی نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ دنیاوی علوم کے مقابلے میں دینی علوم کو فوقیت اور برتری حاصل ہے۔اس لئے کہ دینی علوم دین و دنیا دونوں کی فلاح کا ذریعہ ہیں۔ جبکہ سائنس صرف دنیا کی آسائشیں ہی بہم پہنچا سکتی ہے،اور آخرت کی تیاری کے لئے مفید عام نہیں۔

دینی علوم میں بھی درجہ بندی تو ہے لیکن ہر علم اپنی جگہ پر ناگزیر ہے۔ان میں اصول فقہ کو منفرد مقام حاصل ہے، یہ جہاں فقہی احکام کے استنباط میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے وہاں قرآن و حدیث کے احکامات کو سمجھنے اور ان سے مسائل اخذ کرنے میں ممد و معاون بھی ہے۔اصولِ فقہ کے علم کی اہمیت اس پہلو سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ فقہی معاملات میں کمال مہارت وہی شخص رکھتا ہے جس کو اصولِ فقہ میں مہارت ہو۔اس کے بغیر فقہی احکام کا استنباط ممکن نہیں۔

محققین نے علم اصول فقہ کی اہمیت اور اس کی ضرورت وافادیت پر سیر حاصل گفتگو کی ہے جسے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔علامہ ابن خلدون اصولِ فقہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

> علوم شرعیہ میں اصولِ فقہ کا مرتبہ بہت بلند ہے اور وہ اپنے اندر بڑے فائدے رکھتا ہے۔ یہ علم ادلہ شرعیہ میں اس طور نظر و غور کرنے کے قواعد بتاتا ہے جن کے ذریعے احکام کا استنباط کیا جاتا ہے۔(۱)

علامہ شاطبی نے اصولِ فقہ کی اہمیت کے متعلق خاصی مفید اور سیر حاصل بحث کی ہے، لکھتے ہیں:

☆جس نے قبل از وقت کسی شی کے حصول کی کوشش کی اسے اس سے محرومی کی سزا دی جائے گی☆

ان اصول الفقه فی الدین قطعية لا ظنية والدليل علی ذالک انها راجعة الی کليات الشريعة، وما کان کذالک فهو قطعي و بيان الاول ظاهر بالاستقراء المقيد للقطع و بيان الثاني اوجه۔

احدها : ان ترجع اما الی اصول عقلية وهی قطعية واما الی الاستقراء الکلي عن ادلة الشريعة، وذالک قطعي ايضاً، ولا ثالث لهذين الا المجموع منهما والمؤلف من القطعيات قطعي، وذالک اصول الفقه.

والثاني : انها لو کانت ظنية لم تکن راجعة الی امر عقلي، اذا الظن لا يقبل في العقليات، ولا الی کلي شرعي، لان الظن انما يتعلق بالجزئيات.....

والثالث : انه لو جاز جعل الظن اصلافی اصول الفقه لجاز جلعه اصلاحی اصول الدين، وليس کذالک باتفاق. (۲)

اصول فقہ دین میں قطعی چیز ہے۔ظنی نہیں، اس پر دلیل یہ ہے کہ یہ کلیات شرعیہ کی طرف راجع ہوتے ہیں، اور جو کلیات شرعیہ کی طرف راجع ہوں تو وہ قطعی ہوتے ہیں، بیان اول تو ظاہر ہے کہ استقراء قطعیت کا فائدہ دیتا ہے اور بیان ثانی کی تین وجوہ ہیں۔

(۱) یہ اگر اصولِ عقلیہ کی طرف راجع تو اس صورت میں یہ قطعی ہے اور اگر استقراء کلی کی طرف راجع ہو ادلہ شرعیہ سے تو بھی قطعی ہے۔ ان دونوں کے سوا تیسری صورت نہیں ہوگی، قطعیات کی تالیف سے وجود پذیر ہونے والی شیء بھی قطعی ہوتی ہے اس لئے اصولِ فقہ قطعی ہے۔

(۲) اگر اصول فقہ ظنی ہوتو امر عقلی کی طرف راجع نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ عقلیات میں ظن قابل قبول نہیں اور نہ ہی شریعت کے کلی اصولوں میں۔ کیونکہ ظن کا تعلق جزئیات سے ہے۔

(۳) اگر ظن کو اصول فقہ میں اصل قرار دینا جائز ہوتو اصولِ دین میں بھی اصل قرار دینا جائز ہوگا، حالانکہ بالاتفاق ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

گویا اصولِ فقہ کا علم قطعی ہے، اس میں ظن کا کوئی تعلق نہیں اس لئے یہ قطعی علم ہے کیونکہ اس کی بنیاد ٹھوس اور مستحکم اصولوں پر قائم ہے، یعنی اصولِ فقہ کا علم اپنی اصل کے اعتبار سے بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

علامہ اسنوی اصولِ فقہ کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

فان اصول الفقه علم عظم نفعه وقدره، علا شرفه وفخره اذ هو مثار الاحكام الشرعية ومثار الفتاوى الفرعية التى بها اصلاح المكلفين معاشا ومعاداً ثم انه العمدة فى الاجتهاد واهم ما يتوقف عليه من المواد۔

مزید لکھتے ہیں:

ان الركن الاعظم، والامر الاهم فى الاجتهاد انما هو علم اصول الفقه۔ (۳)

اصول فقہ نہایت عظیم المنفعت اور جلیل القدر علم ہے، دیگر علوم پر اس کی بزرگی اور برتری کے ثبوت کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ علم احکام شرعیہ کا منبع اور فروعی معاملات جن سے مکلفین کی معاد و معاش کی اصلاح وابستہ ہے، کے بارے میں صادر کئے جانے والے فتاویٰ کا معیار ہے، بایں طور پر بھی کہ اجتہاد کا دارومدار اسی پر ہے۔ اور یہ ایک عظیم الشان اور بلند قامت عمارت (فقہ) کی بنیاد ہے۔ یہ چیز بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے اور توجہ طلب ہے کہ اجتہاد سراسر علم اصول فقہ سے ہی عبارت ہے۔

محمد ابوزہرہ لکھتے ہیں:

فان علم اصول الفقه هو العلم الذى يبين المناهج التى انتهجها الائمة المجتهدون فى استنباطهم وتعرف الاحكام الشرعية من النصوص والبناء عليها باستخراج العلل التى تبنى عليها الاحكام، وتلبس المصالح التى قصد اليها الشرع الحكيم، واشار اليها القرآن الكريم وصرحت بها او مأت اليها السنة النبوية، والهدى المحمدى، فعلم اصول الفقه على هذا هو مجموعة القواعد التى تبين الفقية طرق استخراج الاحكام من الادلة الشرعية۔ (۴)

علم اصول فقہ میں ایسے منہاج بیان کئے جاتے ہیں جن کی ضرورت ائمہ مجتہدین کو احکام کے استنباط کے لئے پڑتی ہے۔نصوص سے احکام شرعیہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔اسی طرح علل کا استخراج جن پر احکام کی بنیاد ہوتی ہے۔ان مصالح کی رعایت جن کی طرف قرآن کریم نے وضاحت یا اشارہ کر دیا ہے۔اسی طرح سنت میں جن چیزوں کی صراحت یا اشارہ ہوا ہے، لہٰذا اصول فقہ ان قواعد واصول کے مجموعہ کا نام ہے جو ادلہ شرعیہ سے استخراج احکام کا طریقہ بتاتے ہیں۔

عبدالوہاب خالف اصول فقہ کی اہمیت، اس کی ضرورت وافادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

فان علم اصول الفقه لا يستغني منه مجتهد في تبينة النصوص تفنينة فيما لا نص فيه، ولا قاض في فهمه مواد القانون حق فهمها وتطبيقها. التطبيق الذى يحقق العدل وما قصده الشارع بها ولا فقهيه في بحثه و درسه و تمليه ومقارنته ومقابلته بين المذاهب والآراء۔(۵)

علم اصول فقہ سے کوئی بھی مجتہد مستغنی نہیں ہے۔نصوص کے بیان میں یا وہ مقام جہاں نص وارد نہیں ہوئی اور نہ مسائل کی تطبیق کی جاسکتی ہے۔اور نہ ہی عدل کے تقاضوں کو پورا کیا جاسکتا ہے جو فی الحقیقت شارع کا مقصد ہے۔فقیہ بحث کو سمجھ سکتا ہے نہ درس دے سکتا ہے نہ املاء کرا سکتا ہے اور نہ ہی مذاہب کے مابین آراء کا تقابل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

یعنی اصول فقہ کے علم میں مجتہد کو یہ رہنمائی فراہم کی جاتی ہے کہ احکام کا استخراج کیسے کیا جاسکتا ہے۔یہ طرق لفظی ہو یا دونوں صورتوں میں تعارض پیدا ہو جائے یا تقدیم وتاخیر کا اختلاف۔ہوتو ان میں مطابقت پیدا کرنا یا طرق معنوی ہو جیسے نصوص سے علل کا استخراج اور اس کی عمومیت وخصوصیت ان تمام صورتوں کی معرفت صرف اصول فقہ سے ہی سے حاصل ہوسکتی ہے۔عبدالوہاب خلاف مزید لکھتے ہیں:

مختلف مذاہب کے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر وہ شئی جو انسان سے صادر ہوتی ہے خواہ اس کا تعلق اقوال سے ہو، افعال سے، عبادات ومعاملات سے، جرائم سے ہو یا احوال شخصیہ سے یا کسی اور نوع سے متعلق ہو، مثلاً عقود وتصرفات وغیرہ، ان کا حکم

شریعت میں پایا جاتا ہے۔ان احکام کے متعلق بعض اوقات واضح نص وارد ہوئی ہیں۔ جب کہ بعض ایسے احکام ہیں، جن کے متعلق قرآن وحدیث میں واضح نص موجود نہیں ہے لیکن شریعت ان پر دلائل قائم کر کے ایک ایسی عمارت قائم کرتی ہے جو مجتہد کی استطاعت کے مطابق ہو اور وہ ان دلائل کی روشنی میں مسئلے کی حقیقت تک پہنچ سکے۔(۶)

علامہ سرخسی اصول فقہ کی اہمیت اور دیگر علوم پر اس کی برتری بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ونشكره على ان هدانا اليه بما هو اصل في الدين المروة، وهو العلم الذى هو انفس الاعلاق واجل مكتب في الآفاق فهو اعز عند الكريم من الكبريت الاحمز والزمرد الاحضر، ونثارة الدر والعنبر، ونفيس الياقوت والجوهر، من جمعه فقد جمع العز والشرف، وعرمه فقد عدم مجامع الخير واللطف۔(۷)

ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں اس خوشبودار پودے کی طرف رہنمائی فرمائی جو دین میں اصل ہیں۔ یہ وہ علم ہے جو نفیس سے نفیس تر ہے، اسی لئے آفاق میں اللہ کریم کے نزدیک معزز رکھا گیا ہے۔ یہ خالص سونے، سبز زمرد، بکھرے ہوئے موتیوں اور عنبر سے بہتر ہے۔ یاقوت اور جواہرات اس پر قربان ہوتے ہیں، جس نے اسے جمع کرلیا گویا اس نے عزت وشرف کو حاصل کرلیا اور جو اس سے محروم رہا وہ تمام خیر ولطف سے محروم رہا۔

ابوالوفاء افغانی اصول سرخسی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

فان علم الاصول من اشرف العلوم وانفعها حيث يتعرف به طرق استنباط الاحكام العملية من ادلتها التفصيلية على صعوبة مداركها، ودقّة مسالكها، فمن الم به يكون ملحا بمدارك المجتهدين، ذا بصيرة في احكام الاستنباط۔(۸)

یقیناً اصول فقہ کا علم سب سے زیادہ اشرف اور نفع مند ہے۔ اس حیثیت سے کہ اس میں ادلہ تفصیلیہ کے ذریعہ عملی احکام کے استنباط کا طریقہ بتایا جاتا ہے جن کا ادراک

مشکل اور دقیق راہ سے ہوتا ہے۔ اس راہ کو اختیار کرنے والا ان تمام امور کو جانتا ہو اور احکام کے استنباط میں بصیرت رکھتا ہو۔

عباس متولی لکھتے ہیں

کان هذا العلم من اعظم العلوم نفعا، واقواها اشرافي تربية الملكات الفقهية، والمدارك القانونية، وكيف لا يكون شانه وهو علم القواعد والضوابط التي يسترشد بها الفقهاء والقضاة والدار سون للقانون۔(۹)

علم اصول فقہ ہر ایک مسئلہ کے قواعد وضوابط فراہم کرتا ہے کہ کہاں کیا حکم عائد ہوگا، اسی لئے یہ علم تمام علوم سے زیادہ نفع مند اور قوی الاثر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فقیہ میں احکام کے استنباط کا ملکہ پیدا کرنے کی تربیت دیتا ہے۔ اور یہ فقہاء قضاۃ اور قانون کی تدریس کے لئے رشد وہدایت کا ذریعہ ہے۔

محمد زکریا پردیسی نے اصول فقہ کی ضرورت اور اہمیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

ضرورت تشریح کی محتاج ہے از خود یہ واضح نہیں ہوسکتا کہ کون سی تشریح سماوی ہے اور کون سی وضعی، لہٰذا ایسے ذرائع کی ضرورت پڑتی ہے کہ جن سے ان میں فرق کرنے میں مدد مل سکے۔ جب انسان کو حاجت کی حفاظت مقصود ہوگی تو لامحالہ اس حاجت کے لئے تشریح کی بھی ضرورت پڑے گی۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تشریعات تمام مسائل کا احاطہ نہیں کرسکتیں۔ نصوص سماویہ اور وضعیہ متناہی ہیں اور مسائل لامتناہی۔ اس لئے مسائل کا حل تلاش کرنے کے لئے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ جن معاملات میں نص وارد ہوئی ہے ان پر ان مسائل کو قیاس کیا جائے جن میں نص موجود نہیں قرآنِ کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ٥ (۱۰) یہ تمام باتیں اس وقت معلوم ہوتی ہیں جب قیاس کے ارکان شرائط وعلل کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور ان تمام باتوں کا تعلق علم اصول فقہ سے ہے۔(۱۱)

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مسعود سادہ معاشرے پر مشتمل تھا، اس دوران جو بھی مسائل سامنے آئے قرآنِ کریم اور اجتہاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تشریح کر دی، بعد ازاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دور آیا انہیں بھی کسی قسم کی دقت محسوس نہیں ہوئی کیونکہ وہ سب درسگاہ نبوت کے تربیت یافتہ تھے۔ مرور زمانے کے ساتھ ساتھ بلاء اسلامیہ میں وسعت اور

دیگر اقوام جو عجمی تھے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ تمدن کی وسعت اور نئے پیش آمدہ مسائل جو قرن اولیٰ اور ثانی میں تھے رونما ہونے لگے۔ ایسے وقت میں جب فلسفی عقل داخل ہوئی تو مسائل بڑھ گئے اور بہت سے اختلاف پیدا ہو گئے تو ائمہ مجتہدین نے ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے اصول و ضوابط مرتب کئے جن کی روشنی میں مسئلے کا حل تلاش کیا جا سکے۔ اس کام پر آئمہ ملت نے خوب محنت کی اور ایسی پختہ بنیادیں قائم کیں جن پر قیامت تک عمارت سازی کی جا سکتی ہے۔ اسی لئے آئمہ ملت نے علم اصول فقہ کو تمام علوم میں اہم اور افضل قرار دیا ہے۔

شروع شروع میں جب قواعد کلیہ وضع ہونا شروع ہوئے اور مختلف فقہاء نے اپنے اپنے مطالعہ اور بصیرت کی بنیاد پر احکام شرعیہ کی حکمتوں اور مصلحتوں پر غور کر کے ان کی بنیادی اصولوں اور کلیات کے تحت منضبط کرنے کے کام کا آغاز کیا تو یہ نہایت مقبول اور برتر علم قرار پایا۔ جن اصحاب کو علم قواعد کلیہ سے واقفیت پیدا ہوئی ان کو فقہاء کے حلقہ میں نمایاں مقام اور خصوصی حیثیت حاصل ہوئی، اور جن اصحاب کو اس نئے مگر مقبول و محترم علم سے زیادہ واقفیت نہ تھی ان کے مقابلے میں اول الذکر کو زیادہ امتیاز حاصل ہوا۔ (۱۲)

فروعی فقہی احکام کے اجتہاد کے لئے اصولِ فقہ میں کامل دسترس اور بصیرت کا ہونا ناگزیر ضرورت ہے۔ اس کے بغیر اجتہاد ممکن نہیں، جو نصوص وارد ہیں ان کے متعلق یہ جاننا کہ کون سی نص کس محل میں وارد ہوئی ہے، مطلق ہے یا مقید۔ اور مقید کس حیثیت سے ہے اور ان کا حکم کیا ہے۔ خاص و عام حقیقت و مجاز، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ اور دیگر تمام صورتوں کے جاننے کے لئے اصول فقہ میں مہارت ضروری ہے۔ اجتہاد میں قیاسی مسائل کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اور استنباط کے ضمن میں مشکل ترین مرحلہ یہی ہوتا ہے۔ لہٰذا قیاس کے اصول ارکان، علل اور شرائط کی معرفت علم اصول فقہ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ غالباً اجتہاد کا دروازہ بند ہونے کے سلسلے میں جو عام تاثر تھا اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ اس علوم پر دسترس رکھنے والے علماء بہت کم اور نہ ہونے کے برابر ہوں گے اس لئے اس بات کو مشہور کر دیا اور طے کر دیا کہ چونکہ اجتہاد کی شرائط اور خصوصیات کسی ایک ذات میں مجتمع نہیں اس لئے کوئی اجتہاد نہیں کر سکتا۔ اس بات سے قطع نظر کہ یہ درست تھی یا نہیں تاہم اس سے علم اصول فقہ کی ضرورت اور اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابوعبید) ☆☆☆

مصادر و مآخذ

۱۔ ابن خلدون، عبدالرحمن، مقدمہ ابن خلدون، (اردو ترجمہ) کراچی، جاوید پریس، ص ۴۳۴۔

۲۔ شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات فی اصول الاحکام، مصر، مطبعہ مدنی، ۱۹۷۰ء، ص ۱۵، ج ۱۔

۳۔ اسنوی، عبدالرحیم بن الحسن، التمہید، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، ۱۹۸۴ء ص ۴۵۔

۴۔ محمد ابوزہرہ، اصول الفقہ، مصر، دارالفکر العربی، ۱۹۵۷ء، ص ۶۔

۵۔ خلاف، عبدالوہاب، اصول الفقہ، مصر، مکتبہ دعوۃ الاسلامیہ، ۱۹۵۶ء، ص ۷۔

۶۔ ایضاً۔

۷۔ سرخسی، محمد بن احمد، اصول السرخسی، قاہرہ، دارالکتاب العربی، ۱۳۷۲ھ، ص ۳، ج ۱۔

۸۔ ابوالوفاء افغانی، مقدمہ اصول السرخسی، محولہ بالہ، ص ۱۔

۹۔ عباس متولی حمادہ، اصول الفقہ، مصر، دارالتالیف، ۱۹۶۸ء، ص ۱۱۔

۱۰۔ القرآن، الحشر، آیت ۲۔

۱۱۔ محمد زکریا پردیسی، اصول الفقہ، قاہرہ، دارالثقافۃ للنشر، ۱۹۸۵ء، ص ۳۹۔

۱۲۔ محمود احمد غازی، پروفیسر، سہ ماہی فکر ونظر، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، اپریل۔ جون ۱۹۸۹ء، ص ۷، ۸۔

تنظیم المدارس اہل سنت

کے کل پاکستان کنونشن ...... اور

قمر الاسلام گریجوایٹس ایسوسی ایشن کے ملک گیر کنونشن

کے انعقاد پر

مبارک باد

مجلس ادارت ☆ مجلہ فقہ اسلامی کراچی